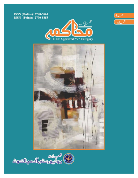

ISSN(Online): 2790-5861, ISSN (Print): 2790-5853

ڈاکٹر ابرار خٹک، ایسوسی ایٹ پروفیسر اردو، گورنمنٹ خوشحال خان خٹک ڈگری کالج، اکوڑہ خٹک، ضلع نوشہرہ خیبر پختونخوا

محمد طلحہ ابرار، اسکالر شعبہ شریعہ اینڈ لا، اسلامیہ کالج یونیورسٹی، پشاور

اردو رسم الخط کی تہذیبی، ثقافتی اور مابعد الطبیعیاتی بنیادیں: تحقیقی و توضیحی مطالعہ

Cultural and Roots of Urdu Script: A Critical and Exploratory Study

Dr Ibrar khattak, Associate professor, Govt khushal khan khattak Degree College, Nowshera, KP.

Muhammad Talha Ibrar.Research scholor Sharia and law, Islamia college university Peshawar

ABSTRACT

This study Seeks to examine the intricate relationship between language, its script, and the cultural context in which they evolve. The advent of the information age has revolutionized the modern world. with all its various channels of communication, i.e. internet, mobile and social media using mostly Roman script, it becomes imperative to ascertain the significance of restoring and preserving the cultural and philosophical roots of the script of Urdu language. In modern times, it is essential to explore the significance of preserving the relationship between language and its script and also examine the ulterior motives behind the conscious efforts of linguistic policies of Fort William College along with introducing Sanskrit and Roman scripts in India and Pakistan. A Comparative metaphysical analysis of urdu script with roman and Sanskrit script becomes imperative. The study aims to address the above-mentioned objectives in the light of historical research in the field. The research scholar has made efforts to investigate the significance of restoring and preserving the cultural and philosophical roots of Urdu script critically and analytically.

Keywords: Language and Script, Sanskrit, Urdu and Roman Scripts, Cultural and Philosophical Roots of Urdu Script, Metaphysical Study of Urdu Script and Modern Trends, and needs

ادب و لسانیات کے ماہرین میں زبان اور رسم الخط کی تہذیبی، ثقافتی اور فلسفیانہ بنیادوں کی تلاش یا رسم الخط اور زبان میں باطنی تعلق کی تلاش پر بُعد اور اختلاف پایا جاتا رہا ہے۔ زبان کی محض سائنٹفک توجیہ بہت کچھ نظروں سے اوجھل کر دیتی ہے، اسی طرح محض تہذیبی، ثقافتی، فلسفیانہ اور غیر سائنٹفک مطالعہ بھی یک طرفہ پہلوؤں کو سامنے لاتا ہے؛ تاہم اسے نظر انداز یا اس سے انکار بھی نہیں کیا جاسکتا۔ توازن کا پہلو بہر حال ضروری ہے کہ اس سے علم و تحقیق میں ترقی کے امکانات ابھر کر سامنے آتے ہیں۔ ہر دور میں اردو رسم الخط کی رومن یا دیوناگری میں تبدیلی شعوری یا غیر شعوری طور پر ایک اہم مسئلے کی صورت زیرِ بحث رہی ہے۔ جہاں تک اردو زبان اور رسم الخط کا تعلق ہے یہ ہندوستان کی سرزمین میں مسلمانوں، ہندوؤں اور دیگر مذاہب کے پیروکاروں کا

ISSN(Online): 2790-5861, ISSN (Print): 2790-5853

مشترکہ اثاثہ ہے، اسے صرف مسلمانوں تک محدود کرنا درست نہیں ہو گا. اگرچہ ہندوؤں اور مسلمانوں کی اکثریت نے اسے ہمیشہ مذہبِ اسلام کی نظر سے دیکھنے کی کوشش کی ہے۔ ہندوستان میں انگریزوں کی عمل داری کے بعد اس کو شعوری طور پر سیاسی اور فرقہ وارانہ تناظر بھی ملا، خصوصاً اردو، ہندی اور اردو دیوناگری رسم الخط کے نتائج نے برّ عظیم پاک و ہند کی ادبی، لسانی، سیاسی اور جغرافیائی سرحدوں پر دوررس نتائج مرتب کیے۔ اگر چہ ان میں سے اکثر مباحث اپنی موت آپ مر گئے ہیں، تاہم کچھ مباحث تہذیبی، تمدنی، ثقافتی، تاریخی حقائق، ٹیکنالوجی یا لسانی ضرورت کے تحت گاہے بگاہے کسی نہ کسی صورت میں آج بھی سر اٹھاتے ہیں اور جدید دور میں یہ ایک نئے تحدی کی صورت ہمارا امتحان لے رہے ہیں۔

جدید دور میں عالمی صوتی رسم الخط کے ارتقا، اطلاعاتی ٹیکنالوجی، انٹرنٹ، موبائل اور سماجی رابطے (سوشل میڈیا) میں انگریزی اور رومن رسم الخط کے استعمال کے تناظر میں اردو رسم الخط کی تہذیبی، ثقافتی اور فلسفیانہ بنیادوں کی تلاش، بازیافت اور اس کی اہمیت کا ادراک اپنی جگہ انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ زبان اور رسم الخط کے درج بالا رشتوں کی تلاش انتہائی دلچسپ اور فکر انگیز مطالعہ ہے، جس سے موضوع کے حوالے سے بے شمار پہلو منکشف ہو کر ذہن و فکر کی وسعت کا سبب بنتے ہیں۔ اس سلسلے میں ماہرینِ لسانیات اور اہلِ قلم کی فکر انگیز تحریریں سامنے آئیں اور ان کا سب سے اہم پہلو اس کی تاریخی حیثیت ہے جو مستقبل کے مورٔخین، ادب و لسانیات سے وابستہ افراد اور محققین کے لیے بنیادی حوالہ ثابت ہو گی، اس کے ساتھ ساتھ جدید دور میں اردو رسم الخط کو درپیش تحدیوں کے لیے منصوبہ بندی کا موجب بھی بن سکے گا۔

رسم الخط کی تعریف:

املا اور رسم الخط کے فرق کو ملحوظ رکھنا انتہائی ضروری ہے، رشید حسن خاں کے خیال میں:

> "رسم الخط مخصوص حروف کے ذریعے لکھنے یا اس کے معیاری شکل و صورت کا نام ہے۔ جب کہ املا اصل میں لفظوں میں صحیح حروف کی لکھاوٹ ہے۔ جو طریقہ ان حروف کی لکھائی کے لیے استعمال ہوتا ہے وہ رسم الخط کہلاتا ہے"(۱)

خط کو روح کی اصل بنیاد اور اس کی جسمانیت یعنی شکل کو سارے اعمالِ انسانی میں سرایت کرنے کا محرک بتایا جاتا ہے۔(۲) رسم الخط کے تبدیل یا معدوم ہونے کا مقصد اس کی کتابوں کا مہمل اور بے معنی ہونا ہے جیسے کہ قدیم خطِ میخی میں لکھے ہوئے بعض کتبات، علومِ دینیہ، فلسفہ، اخلاق اور ہیئت وغیرہ کا تمام ذخیرہ اور جو کچھ اس میں محفوظ ہوتا ہے، وہ تباہ ہو جاتا ہے۔(۳) ہمیں یہ اہم نکتہ بھی ذہن میں رکھنا چاہیے کہ:

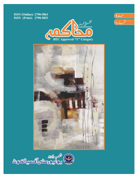

ISSN(Online): 2790-5861, ISSN (Print): 2790-5853

"رسم الخط صرف اصوات کا مجموعہ نہیں بلکہ اس کے اندر بولنے اور لکھنے والوں کی تہذیب، تمدن، ثقافت اور معنوی رنگوں کی روایت کا عکس بھی ہوتا ہے۔ رسم الخط کا محض سائنسی پہلو یا مطالعہ ؛تہذیبی، تمدنی، ثقافتی اور معنوی رنگوں اور گہرائیوں تک نہ پہنچ سکے گا"(۴)

زبان، رسم الخط اور تہذیب کا تعلق:

زبان، رسم الخط، قوم اور تہذیب؛ کے رشتے مختلف اہل فکر و نظر اور ماہرینِ لسانیات کے مد نظر رہے ہیں، اور اس حوالے سے مختلف آرا سامنے آئی ہیں۔ شان الحق حقی کی نظر میں:

"رسم الخط اور زبان کا رشتہ روح اور قالب جیسا ہے۔ ان کی یہ رائے صائب ہے کہ ابتدا میں زبان صرف آوازوں کا نام ہوتا ہے اور شکلوں کی حیثیت ثانوی ہوتی ہے، لیکن بعد ازاں یہ اپنی ابتدا سے زیادہ دور نہیں ہوتیں۔ حروف و الفاظ کی تحریریں شکلیں آوازوں کے برابر اہم ہوتی ہیں۔؛زبان اگرچہ آوازوں پر مشتمل ہوتی ہے لیکن داخلی طور پر ہمارے ذہنوں کے لیے شکلوں کی جتنی اہمیت ہے، آوازوں کی نہیں۔ انسان ایک ایسی مخلوق ہے جو آلات استعمال کرتی ہے اور حروف کی شکلیں بھی دراصل آلاتِ فکر ہیں، چنانچہ ایک وقت کے بعد جو ہر پڑھنے والے بچے کی زندگی میں جلد آتا ہے، حروف اور آوازیں جدا نہیں ہوتیں۔ رسم الخط کا بدلنا زبان کے بدلنے کی مانند ہو جاتا ہے"(۵)

عتیق صدیقی کے خیال میں زبان میں:

"صرف تلفظ ہی سب کچھ نہیں ہوتا، لہجہ بھی بڑی اہمیت رکھتا ہے، لہجے کی تبدیلی، آواز کے اتار چڑھاؤ سے بسا اوقات الفاظ کے معنی تبدیل ہو جاتے ہیں، دنیا کی کسی زبان نے اب تک کوئی ایسا رسم الخط ایجاد نہیں کیا جو تلفظ کے ساتھ لہجے کو بھی ظاہر کر سکے۔ جب کوئی زبان عرصے تک ایک خاص خط میں لکھی جائے تو ان میں لازم و ملزوم کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے اور عوام تو عوام ،خواص بھی اس کو ایک دوسرے سے جدا نہیں کر سکتے"(۶)

پروفیسر رشید احمد صدیقی کے مطابق:

"کلچر کے معیار اور مقاصد کے تعین میں عالمگیریت کے اصول کو اپنانے اور برتنے کے بجائے دیسی اور بدیسی کی تخصیص پر زور دیا جائے گا تو یہ ہمارے ہی نہیں کسی کے تہذیبی مستقبل کے بارے میں کوئی امید افزا بات نہیں"(۷)

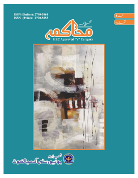

ISSN(Online): 2790-5861, ISSN (Print): 2790-5853

اردو رسم الخط کی وسعت کے متعلق ان کا خیال تھا کہ اردو رسم الخط دنیا کے ان چند قدیم و عظیم زبانوں کے رسم الخط کے مقابلے میں رکھا جاسکتا ہے جن پر اپنے اپنے عہد کے کاملینِ فن اور اربابِ علم و فضل نے اپنے ذوقِ ہنر اور احساسِ تقدیس و تکریم کو بوجوہِ احسن صرف کیا۔ اسی طرح ہر زبان کے شعر و ادب اور اس کی جینئس سے واقف ہونے کے لیے اس رسم الخط اور زبان کا مطالعہ ضروری ہے ان کی رائے تھی کہ:

"اگر مجھے اردو کا مطالعہ کسی اور رسم الخط میں کرنا پڑے تو میرا ذوق، میری مافیت، میری کارکردگی اور میری بینائی سب جواب دے جائے گی۔ ان کی نظر میں کسی رسم الخط کو ترک یا تبدیل کرنا قیمتی ورثے کی تعمیر کو تاراج کرنا ہے، یہ زبان کا لباس نہیں بلکہ ہیئت، حسن، مزاج اور اس کا نشانِ امتیاز ہوتا ہے۔ جس کو شخصیت یا ذات کی تعبیر کہہ سکتے ہیں، اقبال کے خیال میں رسم الخط زبان کا عزت نفس ہوتا ہے البتہ رسم الخط میں اصلاح، اجتہاد اور اجماع کا دروازہ کھلا رکھنا چاہیے"(۸)

اردو رسم الخط پر ہندوستانی تمدن کے اثرات سے بھی انکار نہیں کیا جاسکتا۔ اردو رسم الخط اور ادبی سرمایے کے لحاظ سے مکمل آزاد حیثیت اور اعلیٰ مقام رکھتی ہے۔ پروفیسر رشید احمد صدیقی لکھتے ہیں:

"ادب، تہذیب اور اقدار کی حفاظت اور حمایت کا معرکہ ہو تو رخ کربلا کی طرف رکھتے ہیں، کوفہ کی جانب نہیں"(۹)

گویا ان کی نظر میں رسم الخط تہذیب اور اس کی اقدار کی حفاظت کا کلیدی جز ہے۔ ڈاکٹر رؤف پاریکھ کے خیال میں زبان کے لیے رسم الخط کی وہی حیثیت ہے جو روح کی جسم کے لیے۔ کوئی بھی زبان اپنے فطری اور حلقی رسم الخط کے بغیر ایک بے جان جسم ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

"کسی زبان کا رسم الخط تشکیل پانے میں صدیاں لگتی ہیں بلکہ اس سے بھی زیادہ؛ ان تمام پیچیدگیوں، نزاکتوں، لسانی مجبوریوں، صوتیاتی ضرورتوں اور کتابت کی الجھنوں کے حل کو اپنے اندر سموئے ہوتا ہے، جو اس زبان میں درپیش ہوتی ہیں۔ کسی اجنبی اور بیگانے رسم الخط میں لکھی گئی زبان ایک ایسے مقید پرندے کی مانند ہے جس کے پر قینچ دیے گئے ہوں، جس کی روح کو کچل دیا گیا ہو اور اسے ایک بے شناخت غلام بنا دیا گیا ہو"(۱۰)

شمس الرحمان فاروقی کے مطابق:

ISSN(Online): 2790-5861, ISSN (Print): 2790-5853

"اردو فطری خوبصورتی، کم جگہ میں زیادہ کھپا دینے کی صلاحیت، فن کارانہ تنوع کے امکانات اور فارسی، عربی او ر سنسکرت سے ربط کی وجہ سے اردو رسم الخط، ہندوستانی تہذیب کی شانوں میں سے ہے"(۱۱)

سید مسعود حسین رضوی ادیب رسم الخط اور حروف کی اشکال کی تبدیلی کے متعلق لکھتے ہیں:

"حرف، ہم کو اس بات کا پتا لگانے میں مدد دیتے ہیں کہ کون سا لفظ کس لسانی خاندان کا ہے، کس ملک سے آیا ہے، لفظوں کے خاندان، ملکی اور لسانی امتیازات پر غور کرنے سے بیش قیمت تاریخی اور جغرافیائی معلومات حاصل ہوتی ہیں۔ اور قوموں اور ملکوں کے باہمی تعلقات کا پتا چلتا ہے، ان کے بدلنے سے لغوی اور مجازی معنوں کا تعلق نظر آئے گا نہ عام اور خاص کا مفہوم"(۱۲)

آل احمد سرور کا خیال تھا کہ اردو کے لیے صدیوں سے موجودہ رسم الخط استعمال ہوتا ہے، اب یہ وہ جلد ہے جو زبان کے جسم پر ہے۔ اس جلد کو آپ بدل دیں تو زبان کے جسم کو آنچ آئے گی۔ رسم الخط کوئی لباس نہیں ہے کہ ایک اتارا اور دوسرا چڑھا دیا یہ کوئی غلاف نہیں ہے کہ علیحدہ کیا اور دوسرا چڑھا دیا۔ اگر ڈرنگر کا یہ قول صحیح ہے کہ "فنِ تحریر تہذیبِ انسانی کی کلید ہے" تو میری نظر میں "رسم الخط اس کا کوڈیا قفل ہے۔" جب تک یہ قفل نہ ہو تو آپ کلید سے صحیح کام نہیں لے سکتے۔ ان کی نظر میں:

"اردو ہماری مشترکہ تہذیب کا سب سے شاندار عطیہ ہے۔ یہ ہندوستان کی دھرتی سے اُگی، ہندوستان کے کھیتوں میں پھلی پھولی، یہاں کے بازاروں اور خانقاہوں اور درباروں میں بڑھی اور جوان ہوئی اور یہاں کی ہر کروٹ، ہر تحریک، ہر کشمکش ہر درو داغ، سوز و ساز، آرزوؤں اور امورِ جستجو کی امین ہے۔ اسی طرح اردو بدلے گی بھی، نئے نئے الفاظ بھی لے گی اور خیالات بھی؛ اظہار کے سانچے بھی اور افکار کے ڈھانچے بھی۔ اس کے خمیر میں وسیع المشربی، کشادگی، وسعتِ قلب، قلندری اور آزادی ہے۔ یہ رسم الخط دے کر زبان کا سودا کیوں کرے؟ ان کا خیال تھا کہ میں سائنس کی اہمیت کا قائل ہوں مگر دل کی بات بھی سمجھتا ہوں اور رسم الخط کے سلسلے میں برنارڈ شاہ کی پر زور تلقین کے باوجود انگریزی کی قدامت پسندی کا راز بھی جانتا ہوں۔ زبان کے معاملے میں سائنس کے اصول کام نہیں دیتے۔ زبان کی اپنی سائنس ہوتی ہے۔ لسانیات کے ماہرین کتابی قواعد کو نہیں مانتے چلن کی منطق کو تسلیم کرتے ہیں"(۱۳)

ان کا خیال تھا کہ اردو رسم الخط پر اعتراض کیا جاتا ہے کہ اردو رسم الخط میں حرفوں کی شکلیں بدل جاتی ہیں مثلاً [ب] کی آٹھ شکلیں۔ اس طرح بچوں اور غیر ملکیوں کے ذہن پر بوجھ پڑتا ہے۔ اس اعتراض کے بارے میں اپنا موقف ان الفاظ میں دیتے ہیں:

ISSN(Online): 2790-5861, ISSN (Print): 2790-5853

"جو ہماری زبان اور ادب کی قدروں، فکر و فن کے تاج محل، ساحری، رزم بزم، بلندی، گہرائی، نفاست اور اس کی صلاحیت اور اس کی گھمبیرتا اور اس کی اعلیٰ سنجیدگی سے آشنا ہونا چاہتا ہے تو اسے ہمارے رسم الخط کو سیکھنا چاہیے" (۱۴)

اردو کے لیے دیوناگری یا رومن رسم الخط کا استعمال اور کے مباحث:

پاکستان اور بھارت کے مخصوص تاریخی، نظریاتی اور جغرافیائی پس منظر میں اردو اور دیوناگری رسم الخط کے مباحث مخصوص شناخت رکھتے ہیں۔ اس لحاظ سے تاریخی (۱۵) اور اختلافی مباحث (۱۶) کی طویل فہرست ہے، جو ذہن و فکر کے کئی در وا کرتی ہے۔ سید التفات حسین، ڈاکٹر انصاری مرحوم کا خطبہ نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"اردو، ناگری کی بحث ہو تو یہ مسئلہ زندگی کے بارے میں دو جداگانہ تخیل رکھنے والے تمدنوں کا بن جاتا ہے، جس میں ہر ایک کو زندہ رہنے کا حق دیا جانا ضروری ہے۔۔ مسلمانوں سے عربی رسم الخط کی تبدیلی کا کہنا؛ گویا ان کو ایسے شاندار تمدنی ترکے سے بے تعلق کرنا ہے، جس کے ذریعے وہ آسانی کے ساتھ اپنے ماضی کے عظیم الشان ذخیرے تک پہنچ سکتے ہیں۔ اس ترکے سے انھیں محروم کرنا نہ تو خود ان کے لیے مناسب ہے اور نہ دنیا کے لیے" (۱۷)

مولانا سید سلیمان ندوی کے مطابق:

"قوم اور زبان کا تعلق انتہائی گہرا ہوتا ہے، جسے محض سطحی حیثیت دے کر نظر انداز نہیں کیا جا سکتا" (۱۸)

مولانا ابوالاعلیٰ مودودی کی نظر میں:

"کسی بھی قوم کی تہذیب اور قومیت کی بقاو فنا میں اس کی زبان اور رسم الخط کا فیصلہ کن کردار ہوتا ہے" (۱۹)

مولانا صلاح الدین احمد کا خیال تھا کہ:

"اردو اپنے باطن میں بے پناہ خصوصیات رکھتی ہے، اس نے رئیس ترین زبانوں کا رس اپنے اندر شامل کیا، اس کے اندر اس کا جادو کہ عربی کی فصاحت، فارسی کی لطافت اور ہندی کی سلاست سے ترکیب پاکر سحر سامری کا حریف بنا تھا۔ فاتح

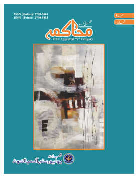

ISSN(Online): 2790-5861, ISSN (Print): 2790-5853

، مفتوح، غالب و مغلوب، راعی و رعایا، ہندی ولایتی پر سر چڑھ کر بولا اور سر زمینِ ہند
پورے پانچ سو برس تک اس کی موہنی میں اسیر رہی" (۲۰)

گویا رسم الخط کی تبدیلی کا مطلب اس تاریخ اور ورثے سے محروم ہونا ہے۔ ڈاکٹر جمیل جالبی کا یہ خیال درست ہے کہ اپنی زبان اور تہذیب کو محفوظ رکھنے کا جذبہ ایک اچھی بات ہے لیکن جو بات بری ہے وہ سیاسی قوت و اقتدار کا سہارا لے کر تشدد اور دباؤ سے دوسری تہذیب کو دبانا، کچلنا اور ختم کرنا ہے۔ ناگری لپی (Indic) تہذیب کی دین ہے اس میں وہی الفاظ، تراکیب، طرزِ احساس و تخیل پروان چڑھ سکتے ہیں جو سنسکرت تہذیب سے آئے ہیں۔ اردو رسم الخط عرب ایرانین (Arbo-Iranian) تہذیب کی پیداوار ہے اور اس کی زندگی کے لیے صرف اس تہذیب کی زبانوں سے بلکہ اس کے طرزِ احساس، نظامِ خیال و اقدار سے گہرا تعلق ضروری ہے۔ اس صوتِ حال کے پیشِ نظر اردو رسم الخط کو چھوڑ کر دیوناگری لپی اختیار کرنے کے معنی ہوں گے کہ آپ اپنی تہذیب، اپنی زبان، اپنے کلچر کو اندک (Indic) تہذیب میں جذب کرنے کے معاہدے پر قبولیت کے دستخط کر رہے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں:

"رسم الخط کے بدلتے ہی اس زبان کا مزاج اور کردار بدل جاتا ہے" (۲۱)

اردو رسم الخط کے حوالے سے مولانا نیاز فتح پوری اور پریم چند کے اختلافات کے اہم نکات محلِ نظر ہیں جن سے ہندو، مسلم اقوام کی سوچ کی عکاسی ہوتی ہے۔ نیاز فتح پوری کی رائے تھی کہ:

"جس چیز کو صرف رسم الخط کا امتیاز کہا جاتا ہے اس میں نیتوں کا کھوٹ شامل تھا اور وہ امتیاز حقیقتاً مذاہب کا اختلاف تھا، تمدن اور معاشرت کا اختلاف تھا اور عصبیت کا اختلاف تھا۔ جو ایک مسلمان کے دل سے محو ہو سکتی ہے لیکن ایک ہندو جو مسلمان کو ہندوستان کا غیر مستحق باشندہ سمجھتا ہے کہیں اس سے منفک نظر نہیں آسکتا۔ اگر ہندوؤں کی اشاعت گاہوں سے اردو کی ریڈریں مسخ شدہ صورت میں نکل رہی ہیں تو جائے حیرت نہیں کیونکہ یہ سب اسی ایک مقصد کی تکمیل کی مختلف تدابیر ہیں جس کے ذریعہ سے ہندوستان کے اس دور کو زندہ کیا جانے والا ہے جسے عہدِ آفریں میں مرہٹوں نے زندہ کرنا چاہا تھا لیکن بد قسمتی سے "دولتِ مستعجل" ثابت ہوا" (۲۲)

پریم چند کا استدلال تھا:

ISSN(Online): 2790-5861, ISSN (Print): 2790-5853

"اگر مسلمان اردو میں عربی اور فارسی لغت ٹھونس کر اسے اسلامی رنگ دینا چاہتا ہے تو ہندو بھی اس میں ہندی اور بھاشا کے الفاظ داخل کر کے اسے ہندو رنگ دینے کا متمنی ہو سکتا ہے۔ اردو نہ مسلمان کی میراث ہے نہ ہندوؤں کی، اس کے لکھنے اور پڑھنے کا حق دونوں کو حاصل ہے۔ ہندوؤں کا اس پر حقِ اولیٰ ہے کیونکہ وہ ہندی کی ایک شاخ ہے۔ ہندی آب و گل سے اس کی تخلیق ہوئی ہے اور محض چند عربی اور فارسی الفاظ کے داخل کر دینے سے اس کی ہیئت نہیں بدل سکتی"(۲۳)

پریم چند کا مندرجہ بالا نظریہ درست نہیں، اور ہندوستان ہی کے ثقہ ماہرینِ لسانیات جیسے مرزا خلیل احمد بیگ (۲۴) اور عبدالستار دلوی (۲۵) اس کو ٹھوس دلائل کے ساتھ رد کر چکے ہیں۔ اردو ہندی کی ایک شاخ نہیں ہے، البتہ اس کا خمیر ہندوستانی ہے اور اس میں کسی کو اختلاف نہیں۔ البتہ سندر لال جی کی بات درست ہے کہ:

"محض ادبی سوال فرقہ وارانہ سوال بن گیا"(۲۶)

تاہم گوپی چند نارنگ اس حوالے سے متوازن رائے رکھتے ہیں وہ اردو رسم الخط کے سیاسی تناظر پر بات کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ بقول پنڈت نرائن ملاؔ:

"تقسیم ہند کی صورت میں یوں دلوں میں غبار آ گیا اور پاکستان کے خلاف غصہ، غریب اردو پر اتارا جا رہا ہے"(۲۷)

اردو، رومن رسم الخط:

اردو، رومن اور ناگری رسم الخط کے مباحث موجودہ دور میں نئے انداز سے سر اٹھا رہے ہیں۔ اردو رسم الخط کی لسانی و ادبی اہمیت اور اس کی منفرد عرب ایرانی شناخت ختم کر کے اس کی جگہ رومن یا ناگری رسم الخط رائج کرنے کے لیے جن سیاسی اور لسانی سازشوں کا جال بچھایا گیا وہ تاریخ، ادب و لسانیاتِ اردو کا فکر انگیز باب ہے۔ ادبی و لسانی اہمیت کے ساتھ اس رسم الخط کی عالمی شناخت کو مٹانے کے لیے بہت ساری چالیں سامنے آئیں۔ اردو زبان و ادب سے وابستہ ماہرینِ لسانیات اور اہلِ قلم نے جس منظم انداز میں اس کی حفاظت اور دفاع کی کوششیں کیں، اس کی تاریخی اہمیت مسلمہ ہے، ان مباحث میں ادب و لسانیات کے سائنسی اور تہذیبی دونوں حوالے موجود ہیں۔ اگرچہ اردو، ہندی زبان اور اردو، دیوناگری رسم الخط کی تقسیم فورٹ ولیم کالج کی لسانی پالیسی کا حصہ تھا۔ (۲۸) اور اس ایجنڈے پر بھرپور عمل کیا گیا اور کافی حد تک مقاصد حاصل کرنے میں کامیابی بھی حاصل ہوئی اور یوں اردو، ہندی زبان اور اردو، دیوناگری رسم الخط کی تقسیم بھی عمل میں لائی گئی۔ (۲۹) تاہم اردو رسم الخط کو رومن رسم الخط کے

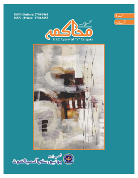

ISSN(Online): 2790-5861, ISSN (Print): 2790-5853

ذریعے بھی تحدیوں کا سامنا کرنا پڑا۔ یہ بھی دراصل اسی ایجنڈے یا منصوبے کا حصہ رہا۔ قیام پاکستان کے بعد، رومن رسم الخط کو حکومتی سرپرستی میں بھی رائج کرنے کی کوشش کی گئی تھی۔ اس وقت کے ہیئتِ حاکمہ کا خیال تھا کہ اس فیصلے کے ذریعے "مشرقی اور مغربی پاکستان" کا نظم و انصرام اور عوامی رابطوں کا سلسلہ بہتر ہو جائے گا اور بہت ساری مشکلات پر قابو پایا جا سکے گا۔ اس فیصلے کی بھرپور مزاحمت کی گئی اور اہلِ قلم نے مختلف مباحث اور مذاکروں کا اہتمام کر کے اس کا راستہ روکا۔ (۳۰) تاہم یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ موجودہ حالات میں اردو رسم الخط کو ٹیکنالوجی کے سیلاب یا ضروریات نے نئے مسائل سے ہم کنار کر دیا ہے۔

اردو، رومن رسم الخط کا تدریسی نقطۂ نظر سے مطالعہ بھی انتہائی اہمیت کا حامل رہا ہے، اس سلسلے میں ڈاکٹر سید عبداللہ کی توجیہ سائنٹفک، نفسیاتی لحاظ سے نو آموزوں کی تعلیم و تربیت کے لیے موزوں، قابلِ فہم اور دلچسپ ہے۔ اس حوالے سے وہ خوبصورت منظر تخلیق کرتے ہوئے کئی اہم نکات منکشف کرتے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ:

> "اگر استاد آگاہ نہیں کر سکتا تو وہ یقیناً کسی رومن سکول کا پڑھا ہوا ہوگا۔ لہٰذا گواہ رہیے کہ قصور بدمذاق استاد کا ہوگا، خط کا نہیں ہوگا۔ غرض ہمارے رسم الخط میں ابتدائی تدریس کے نقطۂ نظر سے (Romance) اور وہ (wonder) ہے جس پر رائیڈ ہیڈ کے نزدیک تعلیم کی ساری منطق قائم ہے" (۳۱)

ڈاکٹر سید عبداللہ کے کہتے ہیں:

> "جس طرح زبان ایک پورے معاشرے، پوری ملت اور پوری تہذیب کی امانت دار ہے، اسی طرح زبان کا پیرایۂ تحریر بھی ماضی کی روایات اور تہذیبی سرگرمیوں کی اساس کو خیر باد کہہ کر خلا میں زندہ نہیں رہ سکتی، اسی طرح رسم الخط بھی قومی بقا اور تہذیبی ورثے سے کنارہ کش ہو کر کسی خلائی سفر میں زندہ نہیں رہ سکتا" (۳۲)

میاں بشیر احمد کے خیال میں:

> "پاکستان کے اتحاد کی طاقت کا انحصار اسلامی عقیدوں اور اصولوں، اسلامی شعار اور اسلامی روایات اور اسلامی تہذیب و تمدن پر ہے، اور اسے یقیناً اسلامی ادبیات اور قرآنی رسم الخط سے تقویت ملتی ہے" (۳۳)

ISSN(Online): 2790-5861, ISSN (Print): 2790-5853

بلاشبہ اردو کا رسم الخط عرب، ایرانی ثقافت کا آئینہ دار ہے تاہم موجودہ تناظر میں یہ اردو کا اپنا رسم الخط ہے اور ہم اسے قرآنی رسم الخط نہیں کہہ سکتے کیوں کہ اس میں بہت سارے تغیرات ہو چکے ہیں اور اردو نے اپنی ضرورتوں کے تحت اس میں ترامیم واضافے کیے ہیں۔ ہم غیر ملکی رسم الخط کیسے کہتے رہیں گے ؟

اردو رسم الخط اور جدید ٹیکنالوی کی ضروریات:

حقیقت یہ ہے کہ جدید دور میں وہی زبان ٹھہر سکے گی جو بولنے والوں، اشاعت وطباعت کے ساتھ ساتھ میڈیا اور سائنس و ٹیکنالوجی سے خود کو ہم آہنگ کر سکے گی۔ دنیا میں بہت ساری زبانوں اور رسوم الخط کو جدید دور میں تحدیوں کا سامنا ہے۔ مذکورہ بالا تقاضوں سے خود کو ہم آہنگ نہ کر سکنے والی زبانوں اور رسوم الخط کو شکست وریخت کا سامنا کرنا پڑے گا اور اس کے لکھنے اور بولنے والوں کی تعداد بتدریج گھٹتی جائے گی۔ ضرورت اس امر کی ہے سائنس و ٹیکنالوجی اور ادب و لسانیات سے وابستہ افراد و ادارے اس حوالے سے مزید پیش رفت کریں اور تحریر و تقریر کو ٹیکنالوجی سے نہ صرف ہم آہنگ کریں بلکہ اس حوالے سے آسانیاں پیدا کریں تاکہ عام فرد مسائل کا شکار ہو کر دوسرے رسوم الخط اور زبانوں کا سہارا نہ لیں۔

گوپی چند نارنگ نے بین الاقوامی صوتیاتی علامتوں اور رسم الخط کے حوالے سے ٹیکنالوجی کی زبان کا نکتہ بھی اٹھایا تھا کہ بین الاقوامی صوتیاتی علامتوں (international phonitic alphabets) رومن کی توسیعی شکل ہے۔(۳۴) جب کہ شان الحق حقی کا خیال تھا کہ جہاں جہاں ضرورت ہو، رومن سے کام لینا چاہیے۔(۳۵) اس وجہ سے ان پر رومن رسم الخط کے حمایتی ہونے کا الزام بھی لگا تھا۔ وہ لکھتے ہیں:

> "اردو کے اپنے رسم الخط کی خوبیاں برحق، اس کے تحفظ کی ضمانت کے ساتھ ساتھ رومن یا دیوناگری کے جزوی استعمال پر کوئی بندش نہیں ہونی چاہیے۔ کوئی اس میں مانع نہیں آسکتا، جب رومن سیکھتے ہیں تو اردو کے لیے کیوں نہ برتو۔۔۔اسے دو اور میڈیم مل جاتے ہیں۔ یہ بھی کوئی بات ہوئی کہ گھر میں تین گاڑیاں رہیں گی اور بیگم صرف پالکی میں بیٹھ سکتی ہیں، بگھی میں بیٹھیں گی نہ ٹم ٹم میں"(۳۶)

تاہم ان کی یہ رائے مخصوص پس منظر میں تھی اور اس کا استعمال عام مقاصد کے لیے ہرگز نہ تھا اور نہ ہی اس کو جواز بنانا چاہیے۔ بقول ڈاکٹر رؤف پاریکھ:

ISSN(Online): 2790-5861, ISSN (Print): 2790-5853

> "اردو رسم الخط کو رومن کرنے کا مطالبہ کرنے والے کم از کم کمپیوٹر یا انٹرنٹ کے استعمال کو جواز نہ بنائیں"(۳۷)

انگریزی جیسی جدید اور ترقی یافتہ زبان کا یہ پہلو نہایت کمزور اور غیر تسلی بخش نظر آتا ہے کہ اس کے حرفِ تہجی کی تعداد ان برقیاتی ایجادات سے صدیوں پہلے معین ہو چکنے کے بعد اب نئے تقاضوں کا ساتھ نہیں دے رہے۔ مجبوراً ایجادات اور تکنیکی ترقیوں کو انھی کے مطابق محدود کرنا پڑ رہا ہے۔ لسانیاتی تقاضوں کے پیشِ نظر صوتیاتی ابجد (Phonitic Alphabets) وضع کرنا پڑ گئی ہے اور یوں ایک نئی ابجد جو ابھی تک صرف لغات میں موجود ہے، انگریزی کی موجودہ ابجد پر حاوی ہوتی چلی جا رہی ہے، اس کے باوجود لسانی مسائل ہیں کہ بڑھتے ہی چلے جا رہے ہیں۔(۳۸)۔ اگرچہ اس حوالے سے کافی پیش رفت ہو چکی ہے اور کمپیوٹر کے ساتھ ساتھ موبائل میں بھی اردو کے حوالے سے کافی سہولتیں آ چکی ہیں تاہم ٹیکنالوجی کی تیز رفتار ترقی میں اردو سے متعلقہ افراد اور اداروں کو بہت سارے کام کرنے کی ضرورت ہے۔ انگریزی کے حوالے سے جتنی آسانیاں پیدا ہو چکی ہیں، اردو کے لیے ابھی بہت سارے ہفت خواں سر کرنے ہیں۔ اردو اطلاعیات اور اردو کے مستقبل کے حوالے سے نصابی کتب اور اداروں میں کام کیا جائے، سرکاری، نجی اداروں کے ویب سائٹس کو اردو زبان میں متعارف کرانے کا سلسلہ مزید تیز کیا جائے۔ اردو املا کا معیار اہم مسئلہ ہے جس پر لسانیات و ادبیات کے ماہرین کا متفق ہونا ضروری ہے اور:

> "قومی سفارشاتِ اردو املا ۲۰۲۲ء، ادارہ برائے فروغِ زبان، اسلام آباد اس حوالے سے اہم پیش رفت ہے"(۳۹)

کمپیوٹر اور اکیسویں صدی کی شدید ضرورت ہے، اسی طرح اعراب اور تلفظ کے مسائل کی طرف توجہ وقت کا تقاضا ہے۔ اردو رسم الخط الگ شناخت کا حامل ہے۔ یہ اردو زبان و ادب کی جملہ ضرورتوں اور تقاضوں کے سانچے میں ڈھل کر پروان چڑھا اور آج ترقی یافتہ صورت میں ہمارے زیرِ استعمال ہے۔ یہ دنیا کی کسی بھی رسم الخط کے مقابلے میں جدت اور وسعت رکھتا ہے۔ اردو کے لیے اس کا متبادل یا نعم البدل کوئی اور رسم الخط نہیں ہو سکتا۔ اس لیے تاریخی، تہذیبی، ثقافتی بنیادوں کے تحفظ کے علاوہ اس کی ترقی کے لیے بھی سائنس و ٹیکنالوجی کے جملہ وسائل کو استعمال کرنے اور اس حوالے سے انفرادی و اجتماعی سطح پر افراد سے اداروں تک کو مشترکہ سوچ و فکر اپنانے کی ضرورت ہے۔ قومی لسانی پالیسی وقت کا تقاضا ہی نہیں ناگزیر ضرورت بھی ہے۔

مراجع و حواشی:

۱۔ رشید حسن خاں، اردو املا، دہلی، نیشنل اکادمی، ۱۹۷۴ء، ص ۱۲، ۱۳

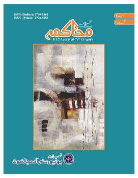

ISSN(Online): 2790-5861, ISSN (Print): 2790-5853

۲۔ڈاکٹر فضل الحق، فنِ خطاطی اور مخطوطہ شناسی، طبع اول، دہلی، شعبۂ اردو، ۱۹۸۲، ص ۲۹، ۳۰

۳ِ خواجہ محمد صدیق، اردو اور لاطینی رسم الخط، مشمولہ اردو رسم الخط، مرتبہ شیما مجید، ج ا، اسلام آباد، مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۸۹ء، ص ۲۰، ۲۱

۴۔ابرار خٹک، اردو املا کے مسائل و مباحث: تنقیدی و توضیحی مطالعہ، تحقیقی مقالہ برائے پی ایچ۔ڈی اردو، اسلام آباد، علامہ اقبال اوپن یونی ورسٹی ۲۰۱۷ء) ص ۱۳

۵۔شان الحق حقی، اردو رسم الخط کی الجھن، مشمولہ اردو رسم الخط، مرتبہ شیما مجید، ص ۳۴۴

۶۔ عتیق احمد صدیقی، رسم الخط اور زبان، مشمولہ اردو رسم الخط، مرتبہ شیما مجید، ص ۳۷۳

۷۔ عتیق احمد صدیقی، رسم الخط اور زبان، مشمولہ اردو رسم الخط، مرتبہ شیما مجید، ص ۳۷۳

۸۔رشید احمد صدیقی، پروفیسر کچھ اردو رسم الخط کے بارے میں، مشمولہ اردو رسم الخط، مرتبہ شیما مجید، ص ۳۹۰

۹۔رشید احمد صدیقی، پروفیسر، کچھ اردو رسم الخط کے بارے میں، مشمولہ اردو رسم الخط، مرتبہ شیما مجید، ص ۳۹۱

۱۰:رؤف پاریکھ، ڈاکٹر، رومن اردو کیوں؟ مشمولہ اردو زبان اور اردو رسم الخط، (روحانی تعبیر، لسانی تشکیل) ترتیب و تدوین پروفیسر فتح محمد ملک، طبع اول، اسلام آباد، مقتدرہ قومی زبان، ۲۰۰۸ء، ص ۳۳۵، ۳۳۷، ۳۴۴

۱۱۔ شمس الرحمان فاروقی، کچھ اردو رسم الخط کے بارے میں، مشمولہ اردو زبان اور اردو رسم الخط، ترتیب و تدوین پروفیسر فتح محمد ملک، ص ۳۵۳

۱۲۔ مسعود حسین رضوی ادیب، سید، اردو کا رسم الخط، مشمولہ اردو زبان اور اردو رسم الخط، ترتیب و تدوین پروفیسر فتح محمد ملک، ص ۳۴۵

۱۳۔ آل احمد سرور، پروفیسر، اردو رسم الخط، علمی اور تہذیبی نقطۂ نظر سے، مشمولہ اردو میں لسانیاتی تحقیق، مرتبہ عبد الستار دلوی، طبع اول (بمبئی، کوکل اینڈ کمپنی، ۱۹۷۱ء) ص ۴۱۷

۱۴۔ آل احمد سرور، پروفیسر، اردو رسم الخط، علمی اور تہذیبی نقطۂ نظر سے، مشمولہ اردو میں لسانیاتی تحقیق، مرتبہ عبد الستار دلوی، ص ۳۴۴، ۴۱۹

۱۵۔ابرار خٹک، اردو املا کا تنقیدی توضیحی مطالعہ، مقالہ برائے پی ایچ ڈی اردو، اسلام آباد، علامہ اقبال اوپن یونی ورسٹی، ۲۰۱۷ء

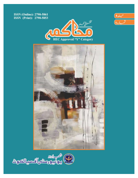

ISSN(Online): 2790-5861, ISSN (Print): 2790-5853

۱۶۔ گیان چند، ایک بھاشا دو لکھاوٹ، دو ادب، لاہور، فکشن ہاؤس، ۲۰۱۲ء، نیز ملاحظہ ہو مرزا خلیل احمد بیگ، ایک بھاشا جو مسترد کر دی گئی، علی گڑھ، ایجوکیشنل بک ہاؤس ۲۰۰۷ء، اور: عبدالستار دلوی، ایک زبان، دو ادب، بمبئی، دائرۃ الادب، ۲۰۰۷ء

۱۷۔ التفات حسین، سید، اردو رسم الخط کے متعلق ایک سوال نامہ، مشمولہ اردو رسم الخط، مرتبہ شیما مجید، ص ۴۲

۱۸۔ سلیمان ندوی، سید، نقوشِ سلیمانی، طبع اول، اعظم گڑھ، دارالمصنفین ۱۹۳۹ء، ص ۶۸، ۶۹

۱۹۔ ابوالاعلیٰ مودودی، سید تحریکِ آزادیِ ہند اور مسلمان، طبع سترہ، لاہور، اسلامک پبلی کیشنز ۱۹۹۹ء، ص ۴۴۷

۲۰۔ مصطفی بریلوی، سید، زبان اور رسم الخط، مشمولہ اردو رسم الخط، مرتبہ شیما مجید، ص ۲۲۸

۲۱:۔ جمیل جالبی، ڈاکٹر، صورت و معنی کا رشتہ، مشمولہ اردو رسم الخط، مرتبہ شیما مجید، ص ۳۳۰، ۳۳۱

۲۲۔ نیاز فتح پوری، علامہ، اردو-ہندی تنازعہ مشمولہ اردو زبان اور اردو رسم الخط، ترتیب و تدوین پروفیسر فتح محمد ملک، ص ۱۰۱

۲۳۔ منشی پریم چند، اردو میں فرعونیت، مشمولہ اردو زبان اور اردو رسم الخط، ترتیب و تدوین پروفیسر فتح محمد ملک، ۱۱۶ص

۲۴: مرزا خلیل احمد بیگ، ایک بھاشا جو مسترد کر دی گئی، علی گڑھ، ایجوکیشنل بک ہاؤس، ۲۰۰۷ء

۲۵: عبدالستار دلوی، ایک زبان دو ادب، طبع اول، بمبئی، دائرۃ الادب، ۲۰۰۷ء

۲۶:۔ سندر لال جی، خط بنام مہاتما گاندھی، مشمولہ اردو زبان اور اردو رسم الخط، ترتیب و تدوین پروفیسر فتح محمد ملک، ص ۱۳۷

۲۷۔ ڈاکٹر گوپی چند نارنگ۔ اردو زبان اور لسانیات، طبع اول، لاہور، سنگِ میل پبلی کیشنز ۲۰۰۷ء، ص ۱۱۷

۲۸۔ ڈاکٹر ناصر عباس نیّر، گلکرسٹ کی لسانی خدمات اور مقاصد (مابعد نو آبادیاتی مطالعہ) مشمولہ ماہنامہ اخبارِ اردو، جلد ۲۷، اسلام آباد، مقتدرہ قومی زبان، شمارہ ۱، جنوری ۲۰۱۱ء، ص ۱۵

۲۹۔ مرزا خلیل احمد بیگ، ایک بھاشا جو مسترد کر دی گئی، علی گڑھ، ایجوکیشنل بک ہاؤس، ۲۰۰۷ء، نیز ملاحظہ ہو عبدالستار دلوی، ایک زبان دو ادب، طبع اول، بمبئی، دائرۃ الادب، ۲۰۰۷ء

۳۰۔ پروفیسر فتح محمد ملک، مرتب و مدون، اردو زبان و رسم الخط (روحانی تعبیر، لسانی تشکیل) اردو زبان اور اردو رسم الخط، طبع اول، اسلام آباد، مقتدرہ قومی زبان، ۲۰۰۸ء

۳۱۔ سید عبداللہ، ڈاکٹر، اردو رسم الخط کی فلسفیانہ بنیادیں، مشمولہ اردو رسم الخط، مرتبہ شیما مجید، ص ۲۷۲

۳۲: سید عبداللہ، ڈاکٹر، اردو رسم الخط کی فلسفیانہ بنیادیں، مشمولہ اردو رسم الخط، مرتبہ شیما مجید، ص ۲۷۲، ۲۷۳

۳۳: بشیر احمد، میاں،، اردو رسم الخط کا مسئلہ، مشمولہ اردو رسم الخط، مرتبہ شیما مجید، ص ۲۸۹

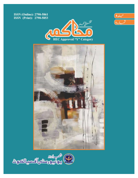

ISSN(Online): 2790-5861, ISSN (Print): 2790-5853

۳۴: گوپی چند نارنگ، ڈاکٹر، اردو زبان اور لسانیات، ص ۱۱۹

۳۵۔ شان الحق حقی، رسم الخط کی الجھنیں، مشمولہ اردو رسم الخط، مرتبہ شیما مجید، ص ۳۴۴

۳۶۔ شان الحق حقی، عالمی اردو کانفرنس (الف، ب کی نوک جھونک) مشمولہ اخبارِ اردو، جلد ۲۱، اسلام آباد، مقتدرہ قومی زبان، شمارہ 16 جون ۲۰۰۵ء، ص ۲۳

۳۷۔ رؤف پاریکھ، ڈاکٹر، کمپیوٹر اور رسم الخط، مشمولہ اخبارِ اردو، جلد ۲۲، اسلام آباد، مقتدرہ قومی زبان، شمارہ ۱۱، نومبر ۲۰۰۶ء، ص ۷

۳۸: عطش درانی "اکیسویں صدی کی اردو، نئے تقاضے" مشمولہ اخبارِ اردو، جلد ۱۶، اسلام آباد، مقتدرہ قومی زبان، شمارہ 2، نومبر ۲۰۰۱ء، ص ۱۲

۳۹: رؤف پاریکھ، ڈاکٹر، انجم حمید، عظمت زہرا، منظور احمد (مرتبین) سفارشاتِ اردو املا، اسلام آباد، ادارۂ فروغِ قومی زبان، طبع اول، ۲۰۲۲ء